صنعتوں، پیشوں سے متعلق بعض معاملات اور مسائل کی شرعی حیثیت۔

مفتی وزیر احمد

جامعہ ضیائے مدینہ لیہ

حرفت وصنعت سے آگاہی تعلیمی اداروں میں اگرچہ داخل نصاب ہے، بڑے پیمانہ پر جو صنعتیں ہیں ان سے متعلق تعلیم، مشق اور خصوصی معلومات حاصل کرنے کے بعد ایک سند جاری کی جاتی ہے تا کہ اس ڈگری کا حامل روزگار حیات کے لئے سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں ایک ماہر کی حیثیت سے کام کر سکے، لیکن طلبہ کے ذوق اور عصری ضروریات کے پیش نظر خال خال صنعتوں کی مہارت پر توجہ دی جاتی ہے اور متنوع وجوہ کی بنا پر معمولی صنعتیں اور پیشے عدم دلچسپی کی نذر ہو رہے ہیں، بیشتر پیشوں اور صنعتوں کے آلات عجائب گھروں کی زینت بن چکے ہیں، اب انہیں دیکھنے کے لئے وقت اور زر درکار ہے، جبکہ ایک دور میں وہ ذریعہ معاش تھے، بتدریج متروک صنعتیں بمع آلات واوزار عامۃ الناس کے گوشہ خیال سے بھی معدوم ہو جائیں گی۔

ہنوز یہی صورت حال ہے کہ پیشہ ہائے کہنہ ونو، شمار میں لانا دشوار ترین امر ہے چہ جائیکہ ان پر علمی کام کرنا اور مشکل ہے، مگر اہل علم پر عصری، مقامی اور اپنے اردگرد پھیلے ہوئے ماحول میں جتنے پیشے تھے ان سے متعلق عامۃ الناس کے لیے تحقیقات فراہم کرنا ہرگز ایسا نہیں رہا۔ کیونکہ متقدمین نے اپنے ادوار میں تحقیق کے لحاظ سے کسی پیشہ کو فقط اچھوتا نہیں چھوڑا! بلکہ ان کے قرون کے بعد متروک ہونے والے پیشوں کے عوض صناعوں نے صنائی کے جدید جو طرق وضع کئے ان کے لیے بھی دلائل کشید کرنا آسان کر دیا۔

اب نو پید صنعتوں اور دیگر جدید امور پر خال خال جو رجال خامہ رطب اللسان ہیں ان کی

بدولت فقہ اسلامی کا وجود باقی ہے، مگر حرفتوں اور صنعتوں میں سے جن اصناف کے دامن کوتاہ ہیں ان پر جدید تحقیقات پیش کرنا بوجوہ نظر انداز کیا جارہا ہے، زیادہ تر مہنگے موضوعات پر! درجنوں کتابیں تالیف کی گئی ہیں اور ہوتی رہیں گی، سستے پیشوں کے لیے تحقیقات کا ایک آدھ جیج بمشکل ملتا ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ سستے اور معمولی پیشوں کو موضوع سخن بنایا جائے اور ان پیشوں میں جتنے مفاسد اور سقم در آئے ہیں انکی اصلاح کی جائے۔

کسب حلال کے لیے پیشہ اور صنعت اختیار کرنا۔

عہد حاضر میں سرمایہ کاروں کا مال وزر گردش ایام کے باعث اگر ان کے ہاتھوں سے چلا جائے، ان کے خزانے خالی ہوجائیں اور وہ مفلسوں کی صفوں میں استادہ ہوجائیں تو پھر ایسے لوگ دو حصوں میں بٹ جاتے ہیں۔

۱۔ گہری تشویش میں مبتلا ہوکر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں، بڑے ہنروں سے عاری ہونے کی وجہ سے معمولی صنعت اور چھوٹے پیشے اختیار کرنا انہیں عار و ننگ محسوس ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کی ڈرائیونگ کرنا انہیں ڈوب مرنے کا مقام محسوس ہوتا ہے، البتہ زندگی کے بقیہ ایام گزارنے کے لیے ایسے اداروں کے دروازوں پر دستک دینا جس کا سارا نظام سودی ہو انہیں شرم نہیں دلاتا۔

۲۔ مقدم الذکر لوگوں میں دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے! جنہیں زمانہ طلبِ حلال کے سلسلہ میں کسی بھی مباح پیشہ و صنعت کو اختیار کرنے سے شرم و عار نہیں دلاسکتا، بلکہ آزاد منش اور آوارہ لوگوں کی نظر میں جو کام اور پیشہ باعث ننگ ہوتا ہے انہیں وہ بھی اختیار کرنا گراں محسوس نہیں ہوتا اور مقالتہ الناس سے لاپرواہ ہوکر لقمہء حلال کی تلاش کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، ہمت نہیں ہارتے۔ لیکن بعض طبقات! ایسے لوگوں کی اصل کفو اور خاندانی شرافت کو ادنیٰ پیشوں اور حرفتوں میں مسخ کرنے اور داغنے سے نہیں کتراتے مثلاً! جن لوگوں کی اقوام جس قدر مقدس و منزہ اور واجب التعظیم ہوں اگر وہ قصابہ، چوب سازی، موزہ سازی اور آہن گری کے پیشے اپنالیں تو بگڑی ہوئی تہذیب کے افراد ان کے پیارے، میٹھے اسماء اور اقوام کو ہمیشہ کے لیے ترک کر کے انہیں قصائی، ترکھان، موچی اور لوہار کہہ کر پکارتے ہیں اور خانہءِ اقوام میں بھی یہی کچھ لکھتے ہیں۔

امامت کرانا بہت ہی مقدس عمل ہے مگر ایک مرتبہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایسے آدمی

کومولوی کہہ کر پکار رہے تھے جس کے خدوخال امام ہونے کے صاف صاف منکر تھے متعجب ہو کر اس امر کا سوال کیا! تو جواب ملا کہ یہ آدمی امام ہے نہ کسی محلہ کی مسجد میں بچوں کا استاذ ہے! بلکہ اس کی قوم مولوی ہے۔ کیونکہ اس کے آباؤاجداد میں ایک بزرگ مولوی اور امام پیش تھا، اب اُسکی ذریت کی قوم مولوی ہے۔ خواہ وہ اپنے مولا کے فرائض سے غافل کیوں نہ رہیں۔

جن اقوام اور حلقوں میں اصل اشیاء کو بگاڑنے والے اشخاص موجود ہوں تو ان کے منہ سے نکلنے والے اذیت ناک کلمات سے بچنے کی خاطر ادنی پیشہ اختیار کرنے پر مجبور انسان وہاں سے کسی اور جگہ منتقل ہونا اختیار کرتے ہیں تا کہ کام کی مشقت کے علاوہ کاٹنے والی زبانوں سے اپنے آپ کو بچا کر کے رکھیں۔

فقیہ ہندی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا اس سے متعلق ایک فتویٰ مع استفتاء ملاحظہ کی جئے۔

مسلمان جہالت کے سبب سے اکثر ہنر و پیشہ سے گریز کرتے ہیں اور صاحب پیشہ کو حقیر جانتے ہیں اور روزانہ دائرہ پستی میں پاؤں رکھتے ہیں، اسی بنا پر اصلاح قوم کے لیے مصلحتاً یہ استفتاء لکھا گیا ہے۔؟

کسی مسلمان بلکہ کافر ذمی کو بھی بلا حاجت شرعیہ ایسے الفاظ سے پکارنا یا تعبیر کرنا جس سے اسکی دل شکنی ہو، اسے ایذاء پہنچے، شرعاً نا جائز و حرام ہے، اگرچہ بات فی نفسہ سچی ہو، فان کل حق صدق ولیس کل صدق حقا (ہر حق سچ ہے مگر ہر سچ حق نہیں) ابن السنی عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَن دَعَارَجُلاً بِغَیرِ اِسمِہٖ لَعَنَتہُ الْمَلَائِکَۃُ...

جو شخص کسی کو اس کا نام بدل کر پکارے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ تیسیر میں ہے یعنی کسی بدلقب سے جو اسے برا لگے نہ کہ اے بندہ خدا وغیرہ سے۔

بعض اولیاء وعلماء نے جس طرح بضرورت جوتا سینے کا پیشہ کیا ہے جیسے امام خصاف۔ یوں ہی بعض نے بضرورت کپڑا بھی بُنا ہے جیسے ابوالخیر نساج وعلامہ اسماعیل حائک مفتی دمشق وشام رحمھم اللہ تعالیٰ، مگر اس سے یہ سمجھنا کہ وہ قوم کے جلاہے تھے جہالت ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۲۰۴۔۲۰۱؛۔ ۲۶/۴۰۲؛ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

حالانکہ! اولوالعزم، تقدس وعزت بانٹنے والے نفوس کے مختلف النوع صنائی عمل اور پیشے!

عامۃ الناس کے لیے مشعل راہ ہیں، گومحبوبانِ خدا کا ایک لمحہ کے لیے کسی کام کو اختیار کرنا بھی عامۃ الناس کے لیے جواز اور سنت کی راہ ہموار کرتا ہے۔تو ایسے کاموں کے بطور پیشہ حامل افراد لائق صد تحسین ہیں، نہ کہ محل طعن و تشنیع ۔کیونکہ ایک تو وہ سنت انبیاء علیھم السلام کے دامن سے وابستہ ہیں اور دوسرا وہ کسب حلال کا بہترین ذریعہ عمل بالیداپنائے ہوئے ہیں۔چنانچہ اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی اور صنعتکاری کی جو تعلیم اپنی عنایت اور مہربانی سے دی اس کا ذکر اپنی کتاب میں یوں فرمایا:

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ. (الانبیاء: ۸۰)

اور ہم نے اسے تمھارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمھیں تمھاری آنچ سے بچائے تو کیا تم شکر کروگے۔

مفسر قرآن علامہ محمد بن عبداللہ انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اٰیۃ بالا کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

هٰذِهِ الْاٰ يَةُ اَصْلٌ فِي اِتِّخَاذِ الصَّنَائِعِ وَالْاَسْبَابِ :وَهُوَ قَوْلُ اَهْلِ الْعُقُوْلِ وَالاَلْبَابِ،لَاقَوْلُ الْجَهْلَةِ الْاَغْبِيَاءِ الْقَائِلِيْنَ بِاَنَّ ذٰلِكَ اِنَّمَاشُرِعَ لِلضُّعَفَاءِ فَالسَّبَبُ سُنَّةُ اللهِ فِي خَلْقِهِ فَمَنْ طَعَنَ فِي ذٰلِكَ فَقَدْ طَعَنَ فِي الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.

یہ اٰیۃ صنعتوں اور اسباب اختیار کرنے کے (جواز کی) دلیل ہے،اور یہ خردمندوں کا قول ہے، جاہلوں اور غبیوں کا قول نہیں۔ بلکہ وہ (کودن) تو اس بات کے قائل ہیں کہ صنعتوں اور اسباب کی مشروعیت ناتواں اور سقیم الحال افراد کے لیے ہے۔حالانکہ اسباب کا خالق اللہ رب العزت ہے۔(اسباب اور صنائع میں) موشگافیاں اور لب کشائی کتاب وسنت میں دراصل طعن و تشنیع ہے۔(تفسیر قرطبی۔۲۸۰/۱۱: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَفِي الْاٰ يَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى اَنَّ جَمِيْعَ الصَّنَائِعِ بِخَلْقِ اللّٰهِ وَتَعْلِيْمِهٖ وَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعِهٖ.

اٰیت مذکورہ اس امر پر دال ہے کہ جمیع پیشے اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہیں اور ان کا سیکھنا اور تعلیم بھی اسی کی طرف سے ہے(بلکہ،،مجمع الزوائد،،سے حدیث پاک نقل کرتے ہیں) ہر ہنر منداور اسکی صنعت کا خالق! یقیناً اللہ تعالیٰ ہے۔

علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کلام منظوم میں یہی بیان کیا ہے۔

قابل تعلیم وفهمست این خرد لیک صاحب وحی تعلیمش دهد

جمله حرفتهایقین ازوحی بود اول اولیک عقل آنرافزود

(تفسیر روح البیان،۵/۲۰۶؛ المکتبة القدس ،کوئٹہ)

مزید برآں حضرت علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ انبیاء علیہم السلام کے پیشوں اور صنعتوں سے متعلق لکھتے ہیں۔

...دَاؤدُ عَلَيْهِ السَّلام اَنَّهُ كَانَ يَصْنَعُ الدُّرُوْعَ،وَكَانَ اَيْضاً يَصْنَعُ الْخُوْصَ،وَكَانَ يَاكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ،وَكَانَ آدَمُ حَرَّاثاً،وَنُوْحُ نَجَّارًا،وَلُقْمَانُ خَيَّاطاً،وَطَالُوْتُ دَبَّاغاً،وَقِيْلَ سَقَاءُ.

حضرت داؤد علیہ السلام زر ہیں بناتے تھے،نیز زنبیل بافی بھی کرتے اور اپنے ہاتھ کے کسب سے کھاتے۔اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کا عمل کرتے ،حضرت نوح علیہ السلام نے چوب کاری اختیار کی،حضرت لقمان علیہ السلام نے پیشہ خیاطی کیا اور حضرت طالوت علیہ السلام دباغ تھے نیز آپ سے متعلق یہ بھی کہا گیا ہے انہوں نے پانی لانے اور پلانے کے عمل کو ترجیح دی۔

(تفسیر قرطبی۔۱۱/۲۸۰: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

...وَسُلَيْمَانُ يَعْمَلُ الزَّنْبِيْلَ فِى سَلْطَنِهٖ وَيَاكُلُ مِنْ ثَمْنِهٖ وَلَا يَاكُلُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ...وَكَانَ صَالِحُ يَنْسَجُ الْاَ كِيْسَةَ.آدَمُ زَرَّاعاًوَكَانَ اَوَّلُ مَنْ حَاكَ وَنَسَجَ اَبُوْنَاآدَمُ...

حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بنتے تھے اور بجائے بیت المال سے زنبیلوں کے ثمن سے انتظام خوردو(نوش) کرتے ،حضرت صالح علیہ السلام گلیم سازی کرتے اور حضرت آدم علیہ السلام نے زراعت کاری کے علاوہ سب سے اول پارچہ بافی کے عمل کو ترجیح دی۔(تفسیر روح البیان،۵/۸۔۲۰۷؛ المکتبة القدس ،کوئٹہ)

حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق منقول ہے۔

وَكَانَ اِذَا خَاطَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ عِنْدَ كُلِّ غَرْزَةٍ مِنَ الْاِبْرَةِ فَاِ ذَا غَفَلَ وَخَاطَ يَفْتِقُ مَا خَاطَهُ بِغَيْرِ تَسْبِيْحٍ وَكَانَ لَا يَاكُلُ اِلَّا مِنْ كَسَبِ يَدِهٖ وَكَانَ يَخِيطُ النَّاسَ بَالْاُجْرَةِ.

آپ کپڑوں کی سلائی کرتے وقت جب بھی سوئی کپڑے میں چھوتے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے اگر بلاتسبیح کچھ سلائی کرتے، تو اسکی سیون توڑ ڈالتے، آپ فقط ہاتھوں کی کمائی سے لقمہ تناول فرماتے اورلوگوں کے کپڑے مزدوری پر سیتے۔ (بدائع الزہور)

کسب المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء۔

مکاسب، پیشے اورصناعات کی اقسام ہزاروں ہیں، چنانچہ بعض مفسرین لکھتے ہیں:

عَلَّمَ اللّٰهُ آدَمَ اَلْفَ حِرْفَةٍمِنَ الْمَكَاسِبِ ثُمَّ قَالَ: قُلْ لِاَ وْلَادِكَ اِنْ اَرَدْتُمْ الدُّنْيَا فَاطْلُبُوْهَا بِهٰذِهِ الْحِرَفِ وَلَاتَطْلُبُوْهَا بِالدِّيْنِ وَاَحْكَامِ الشَّرَائِعِ.

اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کوایک ہزارحرفت ومکاسب کی تعلیم دے کر فرمایا: تم اپنی اولاد کو کہہ دو اگرتم دنیا کا ارادہ کرو تو ان حرفتوں کے عوض طلب کرو، مگر دنیا کو دین اوراحکام شرعی کے عوض طلب نہ کرو۔

پھر پیشوں اورصنعتوں کی جمیع اقسام یکساں نہیں بلکہ بعض افضل ہیں اوروہ بھی شرف کے اعتبار سے مساوی نہیں، چنانچہ سب سے افضل کسب جہاد ہے پھرتجارت، زراعت، اوراسی ترتیب صناعت ہے، ذیل میں اسے ملاحظہ کیجئے۔

وَاَفْضَلُ الْكَسَبِ الْجِهَادُ وَهُوَ حِرْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ وَالْهِجْرَةِ

افضل کسب جہاد ہے اوروہ نبوت اورہجرت کے بعدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرفت ہے۔ بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ....

میرا رزق نیزوں کے سایہ میں ہےاورمسلمان کا پاک کسب، فی سبیل اللہ نیزے بنانا ہے۔ امام نووی نے تیسیر میں فرمایا یہ اس لئے کہ جوچیز اللہ تعالےٰ کے دین میں حرص کے طور ہو اس سے بڑھ کر کوئی چیز اطیب نہیں لہذا یہ عمل تجارت وغیرہ سے افضل ہے۔

لِاَنَّہٗ کَسْبُ الْمُصْطَفٰے وَحِرْفَتُہٗ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کیونکہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کسب وعمل ہے۔

حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لِکُلِّ نَبِیٍ حِرْفَۃٌ وَکَسبٌ وَحِرْفَۃُ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَکَسْبُہٗ ھُوَ الْغَزْوُ وَالْغَنِیْمَۃُ

ہر نبی کی کوئی نہ کوئی حرفت اور کسب تھا اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرفت وکسب غزوہ اور غنیمت تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَابَعَثَ اللّٰہ نَبِیًّا اِلَّارَعیٰ الغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُہٗ وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ...

اللہ تعالیٰ نے جو نبی مبعوث فرمایا، اس نے بکریاں چَرائیں، تو صحابہ کرام نے عرض کیا کیا آپ نے بھی چَرائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے بھی۔

...ثُمّ التِّجَارَۃُ بِشَرْطِ الْاَمَانَۃِ بِحَیْثُ لَایَخُوْنُ عَلیٰ مِقْدَارِ حَبَّۃٍ اَصْلًا ثُمّ الْحِرَاثَۃُ. ثُمّ الصَّنَاعَۃُ کَمَا فِی...وَیَجْتَنِبُ الْمَکَاسِبَ الْخَبِیْثَۃَ...وَیَجْتَنِبُ عَنْ صَنْعَۃِ الْمَلَاھِیْ وَنَحْوِھَا...

جہاد کے بعد افضل کسب تجارت ہے لیکن امانت کی شرط کے ساتھ اور تاجر ایک دانہ بھر بھی خیانت نہ کرے۔ اس کے بعد افضل کسب کھیتی باڑی ہے پھر صناعۃ (دستکاری اور ہنرمندی) ہے۔ نیز درج ذیل پیشوں اور صنعتوں سے دامن تہی کرنا بھی لازم ہے، جیسے مکاسب خبیثہ، زانیہ اور کاہن کی اجرت اور آلات ملاہی کی صنعت وغیرہ۔

(روح البیان، ۵:۶۰۸، المکتبۃ القدس کوئٹہ۔ المستطرف، ۳۲۵، قدیمی کتب خانہ کراچی۔ مفاتیح الجنان، ۲۲۴؛ مکتبہ الحقیقۃ استنبول ترکیا۔ فتاویٰ رضویہ، ۲۳/۶۰۹؛ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

افضل کسب۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اَیُ الْکَسْبِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: عَمَلُ الرَّجُلِ

بِيَدِهِ، وَكُلُّ بَيْعٍ مَبْرُوْرٍ.

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ایک مرد نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر کسب کونسا ہے؟ فرمایا: انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر مقبول تجارت۔ (الترغیب والترہیب، ۱/۴۳۴، وحیدی کتب خانہ کوئٹہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ.

بے شک اللہ تعالیٰ مسلمان پیشہ ور کو دوست رکھتا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ۱/۴۳۵، وحیدی کتب خانہ کوئٹہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ اَمْسَىٰ كَالاً مِنْ عَمَلِ يَدِهِ، اَمْسَىٰ مَغْفُوْرًا لَهُ.

جو شخص کسب بالید سے تھک کر شام کرے، اسکی وہ شام بخشش کی ہوگی۔ (ایضاً)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَنَّ رَجُلاً مِنَ الْاَنْصَارِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَقَالَ: اَمَا فِي بَيْتِكَ شَيْءٌ؟ قَالَ: بَلٰى حِلْسٌ نَلْبَسُ بَعْضَهُ وَنَبْسُطُ بَعْضَهُ، وَقَعْبٌ نَشْرَبُ فِيْهِ مِنَ الْمَاءِ، قَالَ: ائْتِنِي بِهِمَا، فَاَتَاهُ بِهِمَا فَاَخَذَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، وَقَالَ: مَنْ يَشْتَرِيْ هٰذَيْنِ؟ قَالَ رَجُلٌ اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَزِيْدُ عَلَى دِرْهَمٍ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا؟ قَالَ رَجُلٌ: اَنَا اٰخُذُهُمَا بِدِرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ، فَاَخَذَ الدِّرْهَمَيْنِ فَاَعْطَاهُمَا الْاَنْصَارِيَّ، وَقَالَ اشْتَرِ بِاَحَدِهِمَا طَعَامًا فَانْبِذْهُ اِلَى اَهْلِكَ، وَاشْتَرِ بِالْاٰخَرِ قَدُوْمًا فَائْتِنِيْ بِهِ، فَاَتَاهُ بِهِ فَشَدَّ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُوْدًا بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَاحْتَطِبْ وَبِعْ، وَلَا اَرَيَنَّكَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، فَفَعَلَ، فَجَاءَ وَقَدْ اَصَابَ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ، فَاشْتَرَىٰ بِبَعْضِهَا ثَوْبًا وَبِبَعْضِهَا طَعَامًا، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هٰذَا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ تَجِيءَ الْمَسْاَلَةُ نُكْتَةً فِي وَجْهِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَصْلُحُ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ لِذِيْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ لِذِيْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ اَوْ لِذِيْ دَمٍ مُوْجِعٍ.

ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آکر کے سوال کیا: تو آپ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں: ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں، اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لے آؤ چنانچہ وہ لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپنے دست مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انہیں کون خریدتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کیا میں دو درہم کے عوض لیتا ہوں فرمایا ایک درہم سے زیادہ کون خریدتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا۔ تو کسی اور نے عرض کی میں دو درہم کے بدلے لیتا ہوں تو اسے دونوں چیزیں دے دیں، درہم لے لیے۔

چنانچہ انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ پس وہ آپ کی خدمت میں (کلہاڑی بغیر دستہ کے) لایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس میں دستہ ڈالا اور فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو، میں پندرہ دن تک تمھیں نہ دیکھوں تو وہ چلا گیا لکڑیاں کاٹ کر بیچتا رہا (تو اس عمل سے اسے) دس درہم حاصل ہوئے جن کے عوض اس نے کپڑا اور غلہ خریدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمھارے منہ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال درست نہیں مگر تین شخص کے لیے ایسی محتاجی والے کے لیے جو اسے زمین پر لٹا دے یا تاوان والے کے لیے جو رسوا کر دے یا خون والے (دیت) کے لیے جو تکلیف دہ ہو۔ (ابوداؤد، رقم الحدیث ۱۶۴۰؛ دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

خیاطی

جامہ دوزی کا موضوع چونکہ کئی لحاظ سے اہم اور دلچسپ ہے اس لئے تمام پیشوں اور صنعتوں سے قبل اس سے متعلق کچھ معاملات اور مسائل قلمبند کئے جاتے ہیں۔

اولاً اسکے اہم اور دلچسپ ہونے کی وجوہ تحریر میں لائی جاتی ہیں:

۱۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے بطور پیشہ اسے اختیار کیا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بھی یہ عمل کیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهُ وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ.

آپ اپنی نعل مبارک کو پیوند لگا لیتے، اپنے کپڑے آپ سی لیتے اور آپ گھر میں یوں کام کرتے جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر میں کام کرتا ہے، بلکہ حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، وَكَانَ اَكْثَرُ عَمَلِهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْبَيْتِ الْخِيَاطَةَ.

رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں بیشتر عمل پارچہ دوزی تھا۔

(روح البیان، ۱/۱۳۶؛ المکتبۃ القدس کوئٹہ)

۳۔ زیب تن کی جانے والی اشیاء میں سے اولی حیثیت لباس کو حاصل ہے، اور کپڑا اور درزی سے خدمات لیے بغیر بتکلف برہنہ ہونے سے بچنے کا کام تو دیتا ہے مگر تکلف کے ساتھ۔

۴۔ دنیاء ہست و بود میں دستکاری کے جتنے شعبے تھے یا ہیں تمام شعبوں سے ہر انسان کو بالعموم واسطہ نہیں پڑتا، بہت سارے گراں قدر ایسے ایسے ہنر مند ہیں جنکی ڈھیروں انسانوں کو کبھی احتیاج نہیں پڑتی۔ مگر خیاطی واحد شعبہ ہے جس سے ہر انسان کو واسطہ پڑتا ہے، پھر عمر میں ایک دو بار نہیں بلکہ ہر ایک انسان کی نشو ونما کا سلسلہ جب تک باقی رہتا ہے یا موسم جب بھی کروٹ بدلتا ہے، زیب تن کپڑے ناقابل استعمال ہونے لگتے ہیں تو نئے کپڑے سلوانے کی غرض سے ایک درزی سے ضرور واسطہ پڑتا رہتا ہے اور اس سے ایک معاملہ طے کیا جاتا ہے جسے شرعی اور فقہی اصطلاحات کی رو سے،،عقد اجارہ،، سے تعبیر کیا جاتا ہے۔،،عقد اجارہ،، کی دیگر انواع واقسام سے متعلقہ جتنے معاملات اور مسائل ہیں، ان سمیت اور بھی بیسوں معاملات اور مسائل ہیں جو اس عقد سے خصوصی متعلق ہیں۔

مثلاً!

۱۔ جو شرائط مفضی الی النزاع ہوں ان کے طے کرنے سے،،عقد اجارہ،، فاسد ہوگا۔

۲۔ عقد اجارہ جن شرائط کا مقتضی نہ ہو ایسی شرائط سے عقد اجارہ فاسد ہو جائیگا۔

۳۔ کیا درزی سلائی کے عوض کپڑے روک سکتا ہے۔؟

۴۔ درزی کی دکان اگر جل جائے اور کپڑے خاکستر ہو جائیں یا دکان سے کپڑے چوری

ہو جائیں، رہزن اسے لوٹ لیں تو مالک اس سے تاوان لے سکتا ہے۔؟

۵۔ بٹن، دھاگہ، بکرم اور چیپی درزی لگائے گا یا مالک دے گا۔؟

۶۔ کفار اور فاسقین کی وضع کے کپڑے سینا۔؟

۷۔ اضافی کپڑا اسلائی لینے کے باوجود اپنے پاس اس لئے رکھ لینا کہ مالک کی ضرورت کے نہیں۔؟

۸۔ عیدین اور دیگر تقریبات کے ایام پر کپڑے سینے کے بعد منہ مانگی سلائی لینا۔

۹۔ وقت پر کپڑے سی کر نہ دینے والے کو بالخصوص عیدین اور شادی بیاہ کے مواقع پر تاخیر سے تیار کرنے والے کو تعز یراً سلائی نہ دینا۔

۱۰۔ مالک نے جو پیمائش دی اس سے کوتاہ یا لمبے، تنگ و چست کپڑے سی دیئے۔

۱۱۔ درزی کا خواتین کے جسم کی پیمائش لینا یا درزن کا اجنبی مردوں کے جسم کی ناپ لینا۔؟

۱۲۔ جس ڈیزائن کا ملک نے کہا اس کے علاوہ کسی اور ڈیزائن پر سوٹ تیار کر دیا۔

۱۳۔ پیشگی سلائی کا مطالبہ کرنا کیا صحیح ہے۔

۱۴۔ کپڑے لینے والا درزی کیا کسی اور درزی سے سلوا کر دے سکتا ہے۔؟

۱۵۔ استری سے کپڑے اگر جل جائیں۔

۱۶۔ سوٹ کی کٹائی کے بعد، سلائی سے قبل گاہک کٹے ہوئے کپڑے اگر اٹھا لے تو کیا کٹائی درزی کو دے گا۔

۱۷۔ کپڑے کاٹنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ سوٹ نہیں بنے گا۔

۱۸۔ ٹائم پر کپڑے نہ سینے والے سے سلائی کی نفی کرنا۔

۱۹۔ درزی نے شلوار یا قمیص یعنی ایک کپڑا اسیا تھا فوت ہو گیا یا بیمار پڑ گیا، کسی عذر کی بناء پر سوٹ مکمل نہیں کر سکا تو کیا وہ یا اس کے ورثا بقدر عمل اجرت کے حقدار ہونگے۔؟

۲۰۔ حرام پیشوں کی مرتکبات ایسی خواتین جنہیں ننگ و ناموس سے سر مو بھی واسطہ نہ ہو، جنکا مکمل راس المال تن فروشی کا بدل ہو، انکا ایسا لباس سینا جس کی غرض بھی برہنگی ہو، تن پوشی نہ ہو۔؟

۲۱۔ متعدد درزیوں کا ملکر مشترکہ پارچہ دوزی کرنا اور اس کے احکام۔؟

خواتین کا درزی سے اپنے بدن کی ناپ کرانا۔؟

شہروں، بازاروں میں بے پرد آزاد گھومنے والی خواتین اجنبی مردوں سے کپڑے سلوانے کی غرض سے اپنے بدن کا ناپ کرانے کے لیے ٹیلر کی دکان پر خود چلی جاتی ہیں۔بعض مرد بھی سوزن وریشہ کا کام کرنے والے اس سے اجتناب نہیں کرتے بلکہ جس دکان میں درزیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے وہاں پر ان کا استاذ اپنے تئیں یہ تقویٰ اختیار کرتا ہے کہ دکان کے عقب میں پردہ لٹکا کر اس میں خاتون کو لے جاکر کے وہاں اس کے بدن کی ناپ لیتا ہے جس میں چھاتی، کمر اور شلوار کے نیفہ سے پانچہ تک تمام اعضاء کی لمبائی چوڑائی کی پیائش کرتے ہوئے پندراں بیس اعضاء کی پیائش لکھ لیتا ہے۔

نیز اس کے برعکس گھروں میں کام کرنے والی درزنیں بھی بعض اوقات بالغ اور نامحرم مردوں کے بدن کی پیائش کر کے ان کے کپڑے سینے کا کام کرتی ہیں۔

حالانکہ مندرجہ طریقہ کی رو سے اجنبی مرد اور عورت کا کپڑے سینے کے لیے ناپ لینا اور دینا حرام ہے۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِاَنَ یُطْعَنَ فِی رَاْسِ رَجُلٍ بِمِخْیَطٍ مِنْ حَدِیْدٍ خَیْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ یَمَسّ اِمْرَاَۃً لَاتَحِلُ لَهُ..

انسان کے سر میں لوہا (سریا) کی سوئی چبھو دی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ غیر محرم عورت کو ہاتھ لگائے۔

(الترغیب والترھیب:۳/۴۸۵؛وحیدی کتب خانہ پشاور)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

وَاللّٰہِ مَامَسّتْ یَدُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلّمَ یَدَ امْرَاۃٍ قَطُ غَیْرَ اَنّهُ بَایَعَهُنّ بَالْکَلَامِ

مجھے اللہ کی قسم ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کبھی کسی (غیر محرم) عورت کا ہاتھ نہیں چھوا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فقط کلام کے ذریعے بیعت لیتے ہیں۔

(صحیح بخاری: رقم الحدیث؛۵۲۸۸ دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابیہ نے مصافحہ کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنّی لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ

میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔(سنن ابن ماجہ،۴/۲۸۷،دار المعرفۃ بیروت لبنان)

عصری علوم کے نام پر لڑکیوں کے لئے کھولے جانے والے جن اداروں میں رقص، ڈانس اور غنا کے فن سیکھنے پر لاکھوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں اور معنوی طور ایسے ادارے بجائے درسگا ہیں کہلانے کے رقص گاہیں کہلانے کے سزاوار ہیں، لہٰذا مسلمہ کی بیٹیوں کو ایسے اداروں میں رقص وسرور کی سیاہ ڈگریاں حاصل کرنے کا کیا فائدہ۔؟افسوس جتنی رقم موسیقی پر خرچ کی جارہی ہے اور اس پر توجہ دی جارہی ہے اس رقم کے عوض سلائی مشینیں خرید کر لائی جاتیں اور ڈانس سکھانے والی فاحشہ کو دی جانے والی تنخواہ کسی باحیا درزن کو دے کر بچیوں کو کپڑے سینے کا کام سکھایا جاتا تو کل یہ بچیاں ٹیلروں کی دکان پر اپنی عزت تار تار کرانے کے لیے نہ جاتیں۔ بلکہ اپنے والدین، ہونے والے بچوں اور شوہر وغیرہ کے کپڑے سینے کی خدمت بجالاسکتیں اور کسی حد تک مفاسد سے خود بھی بچتیں اور ہونے والی اپنی بیٹیوں کو بھی بچاسکتیں۔

حالانکہ مذہب اسلام نے تو یہ مزاج دیا ہے کہ بچیوں کو سینے پرونے کی تعلیم دی جائے تا کہ کل یہ نوبت نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَلِّمُوْا اَبْنَائَکُمْ السِّبَاحَۃَ وَالرَّمْیَ وَالْمِرْءَۃَ الْمِغْزَلَ۔

اپنے بچوں کو تیراکی، تیراندازی کی تعلیم دو، اور لڑکیوں کو کاتنا (سینا، پرونا) کی تعلیم دو۔ (جامع الاحادیث، ۷/ ۲۴۹؛شبیر برادرز)

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عَمَلُ الْاَبْرَارِ مِنَ الرِّجَالِ الْخِیَاطَۃُ وَعَمَلُ الْاَبْرَارِمِنَ النِّسَاءِ الْغَزْلَ.

نیک مردوں کا کام جامہ دوزی ہے اور نیک خواتین کا کام (سوت، دھاگہ) کاتنا ہے۔

(المستطرف، ۷/ ۳۲۷؛قدیمی کتب خانہ کراچی)

مقاصد الحسنہ میں روایت ہے۔

صَرِیْرُ مِغْزَلِ الْمَرْاَتِہٖ یَعْدُلُ التَکْبِیْرَ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

خاتون (کے عمل سے چرخہ) کی صدائے دوک، راہ خدا میں تکبیر کہنے کے (اجر) کے مساوی ہے۔

(روح البیان، ۵/ ۶۰۷؛المکتبۃ القدس کوئٹہ)

مجمع الفضائل میں روایت ہے۔

اَلْمِغْزَلُ فِی یَدِ الْمَرْاَئَۃِ الصَّالِحَۃِ کَالرُّمْحِ فِی یَدِ الْغَازِیْ...

زن نیک کے ہاتھ میں تکلہ ایسے ہے جس طرح کہ راہ خدا میں مرد غازی کے ہاتھ میں نیزہ۔(ایضاً)

البتہ! جوخواتین کسی بھی وجہ سے اپنے تن کالباس خود نہ سی سکیں تو وہ بجائے درزی کے درزن سے کپڑے سلوائیں اور انہیں ناپ دیں، یہ بھی اگر ناممکن ہو تو پھر کپڑوں کے ساتھ اپنے بدن کی پیمائش لکھ کر بھیج دیں یا سلا ہوا سوٹ پیمائش کے لیے ساتھ بھیج دیں مگر آخری صورت میں جواز کے ساتھ ناپسندیدہ امر ضرور ہوگا۔ کیونکہ اس سے درزی کے دل میں وسوسہ اور خیال پیدا ہونے کا امکان ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یُکْرَہُ سَوْرُھَالِلرَّجُلِ کَعَکْسِہٖ لِلْاِسْتِلْذَاذِ

استـــلــــذاذاً! عورت کا جھوٹا(اجنبی) مرد کے لیے اور مرد کا جھوٹا(اجنبیہ) خاتون کے لیے مکروہ ہے۔(اورعلامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ اسی کے تحت لکھتے ہیں امرد لڑکے سے پاؤں اور بازو دبوانا بطریق اولیٰ مکروہ ہے)

(درمختارمع شامی،۱/۱۶۳،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

وعدہ پرسوٹ نہ دینے والے کی سلائی روک لینا۔

عیدین اور مختلف تقریبات کے مواقع پر پہننے کے لیے جوکپڑے خرید کر درزی کو دیئے جاتے ہیں۔ درزی کسی عذر کی بناء پر یا لالچ سے زیادہ سوٹوں کا آرڈر لینے کی وجہ سے بروقت سوٹ تیار کرکے اگر نہ دے سکے تو بعض صاحبان غصہ سے لال، پیلے ہوتے ہوئے کپڑے اٹھا لیتے ہیں مگر سزا کے طور پر درزی کو سلے ہوئے سوٹ کی سلائی نہیں دیتے اور ایسے موقع پر بے بس درزی باصرار سلائی طلب نہیں کرتا، بلکہ گاہک کا غصہ دیکھ کر فقط کپڑے اس کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے اور سلائی لینے میں ڈھیل کرنا ایک نوع وعدہ خلافی کا کفارہ گردانتا ہے۔ انتقام کے جذبہ سے سلائی نہ دینے والے گاہک کا غصہ جب ٹھنڈا ہوتا ہے تو بازار میں آتے جاتے پھر سلائی دے دیتا ہے، اور بعض بھلے مانس سرے سے ہڑپ کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ تو کپڑا دیتے وقت یہ طے کر لیتے ہیں کہ اگر آپ نے وعدہ پر سوٹ تیار نہ کیا تو پھر آپ کو سلائی نہیں ملے گی یعنی وعدہ پر کپڑے تیار کرکے نہ دینے کی صورت میں اجرت کی نفی کر دی جاتی ہے۔

حالانکہ کسی بھی وجہ سے وقت پر سوٹ تیار نہ کرنے والے درزی کو سرے سے سلائی نہ دینا حرام اور حقوق العباد ہڑپ کرنا ہے، اگرچہ پہلے یہ طے کر لیا ہو کہ وقت معین پر سوٹ تیار نہ

ہوا تو سلائی نہیں ملے گی۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فَاِنْ قَالَ :اِنْ خِطْتَهُ الْيَوْمَ فَلَكَ دِرْهَمٌ،وَاِنْ خِطْتَهُ غَدًا فَلا اَجْرَلَكَ ذَكَرَ مُحَمَّدٌ فِيْ اِمْلائِهِ اَنّه اِنْ خَاطَهُ فِي الْيَوْمِ الْاَوّلِ فَلَهُ دِرْهَمٌ ،وَاِنْ خَاطَهُ فِي الْيَوْمِ الثّانِيْ فَلَهُ اَجْرُ مِثْلِهِ لَايُزَادُ عَلَى دِرْهَمٍ...وَنَفْيُ التّسْمِيَةِ فِي الْيَوْمِ الثّانِي لَايَنْفِي اَصْلَ الْعَقْدِ فَكَانَ فِي الْيَوْمِ الثّانِي عَقْدًا لَاتَسْمِيَةَ فِيْهِ وَيَجِبُ اَجْرُ الْمِثْلِ.

مالک پارچہ خیاط کو یہ کہے،،تونے کپڑے آج اگر سیئے تو تیرے لیے سلائی ایک درہم ہے اور اگر کل سیئے تو پھر سلائی تمہیں نہیں ملے گی۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی املا میں یہ ذکر کیا ہے کہ درزی آج سوٹ تیار کردے گا تو اسے اجرت ایک درہم ملے گی اور اگر کل سیئے گا تو پھر اجرت مثلی کا حقدار ہوگا جو کہ درہم سے زائد بھی نہیں ہوگی۔۔۔دوسرے دن سینے کی اجرت کی نفی کرنے سے اصل عقد کی نفی نہیں ہوتی تو گویا کہ دوسرے دن میں (کپڑے سینے کا) ایسا عقد ہوا جس میں اجرت طے نہیں کی گئی (خواہ نفی کرنے یا عدم الذکر سے دونوں صورتوں میں) اجرت مثلی واجب ہوگی۔(بدائع الصنائع۔۴/۳۶۔مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

سلائی نہ دینے والے گاہک کے کپڑے روک لینا۔؟

اجنبی اور غیر معتمد علیہ اشخاص کپڑے اٹھاتے وقت درزی کو سلائی اگر نہ دیں تو درزی سلے ہوئے کپڑے مالک کو سپرد نہیں کرتا۔ بلکہ اسے تنبیہ کرتا ہے !جب تک سلائی نہ دیں گے اسوقت تک کپڑے آپ کو نہیں ملیں گے۔شرفا لوگوں سے اگر ایسا سلوک کیا جائے تو وہ کہتے ہیں آپ کپڑے ہمیں دے دیں ،سلائی بعد میں آپ کو مل جائے گی،کیا ہم سوٹ کی سلائی کی وجہ سے شہر چھوڑ دیں گے یا آپ کی مارکیٹ میں آمدورفت منقطع کردیں گے۔

حالانکہ کھاتہ داروں کے علاوہ عام لوگوں کے کپڑے ادھار نہیں سیئے جاتے،سوٹ تیار ہونے کے بعد ایک ہاتھ سے کپڑے دیئے جاتے ہیں اور دوسرے سے سلائی وصول کی جاتی ہے۔اگر کوئی آدمی کسی بھی وجہ سے بروقت سلائی ادا نہ کرسکتا ہو تو وہ کپڑے دیتے وقت درزی سے کہہ دیتا ہے کہ سلائی آپ کو فلاں دن اور تاریخ کو ملے گی،درزی اگر رضامند ہوجائے تو ایسے لوگوں کے لیے تو جواز ہے۔مگر درزی کی رضا کے بغیر زبردستی ادھار کرانا جائز نہیں۔ بلکہ درزی کے لیے اس میں جواز ہے کہ جب تک اسے سلائی نہ ملے وہ کپڑے نہ دے خواہ کپڑے کسی شریف آدمی کے ہوں یا کسی

اور کے، ایسے واقعات پیش آنے کی صورت میں درزی غاصب بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس کے بعد بلاتعدی سوٹ اگر جل جائے یا چوری ہوجائے تو مالک درزی سے چٹی بھی نہیں لے سکتا۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَكُلُّ صَانِعٍ لِعَمَلِهِ اَثَرٌ فِي الْعَيْنِ كَالْقَصَّارِ وَالصَّبَّاغِ فَلَهُ اَنْ يَحْبِسَ الْعَيْنَ بَعْدَ الْفَرَاغِ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَ الْاَجْرَ لِاَنَّ الْمَعْقُوْدَ عَلَيْهِ وَصْفٌ قَائِمٌ فِي الثَّوْبِ فَلَهُ حَقُّ الْحَبْسِ لِاِسْتِيْفَاءِ الْبَدَلِ كَمَا فِي الْمَبِيْعِ وَلَوْ حَبَسَهُ فَضَاعَ فِي يَدِهِ لَا ضَمَانَ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِي حَنِيْفَةَ لِاَنَّهُ غَيْرُ مُعْتَدٍ فِي الْحَبْسِ فَبَقِيَ اَمَانَةً كَمَا كَانَ عِنْدَهُ وَلَا اَجْرَلَهُ لِهَلَاكِ الْمَعْقُوْدِ عَلَيْهِ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ وَعِنْدَ اَبِي يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ الْعَيْنُ كَانَتْ مَضْمُوْنَةً قَبْلَ الْحَبْسِ فَكَذَا بَعْدَهُ لٰكِنَّهُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ ضَمَّنَهُ قِيْمَتَهُ غَيْرَ مَعْمُوْلٍ وَلَا اَجْرَلَهُ وَاِنْ شَاءَ ضَمَّنَهُ مَعْمُوْلًا وَلَهُ الْاَجْرُ وَسَيُبَيَّنُ مِنْ بَعْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی.

ہر وہ کاریگر جس کے فعل کا اثر عین (مصنوع وغیرہ) میں ہو جیسے دھوبی اور رنگریز تو وہ مزدوری حاصل کرنے تک اس شیء کو اپنے پاس روک سکتا ہے۔ کیونکہ معقود علیہ ایک وصف ہے جو کپڑے میں قائم ہے تو اس کو روکنے کا حق ہے بدل وصول کرنے کے لیے جیسے بیع میں حکم ہے، اب اگر اس نے روکا اور وہ اس کے قبضہ میں تلف ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسپر تاوان نہیں۔ کیونکہ وہ روکنے میں متعدی نہیں تو گویا کہ (کپڑا اس کے پاس بطور) امانت ہے جیسے پہلے تھا اور معقود علیہ سپرد کرنے سے قبل اگر تلف ہوجائے تو اس کے لیے اجرت نہیں، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک عین شی مضمون تھی روکنے سے قبل تو روکنے کے بعد بھی مضمون ہوگی۔ لیکن مالک کو اختیار ہے! وہ غیر مصنوعہ کی قیمت کا تاوان لیگا تو اجیر کے لیے اجرت نہ ہوگی اور تیار شدہ چیز کی قیمت کا تاوان لے تو اجیر کے لیے اجرت ہوگی۔ (ہدایہ،۳/۲۹۸؛ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ کمال الدین ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

لَوْحَبَسَ الْخَيَّاطُ اَوِ الصَّبَّاغُ الثَّوْبَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْعَمَلِ وَقَالَ: لَا اُعْطِيْتُكَ حَتّٰى تُعْطِيَنِيْ الْاَجْرَ فَلَهُ ذٰلِكَ عِنْدَ اَئِمَّتِنَا الثَّلَاثَةِ، كَمَا اَنَّ لِلْبَائِعِ اَنْ يَحْبِسَ الْمَبِيْعَ لِقَبْضِ الثَّمَنِ.

درزی اور رنگریز کام مکمل کرنے کے بعد مالک پارچہ سے کہیں کہ جب تک تو مزدوری (اور سلائی) نہیں دے گا، ہم آپ کو کپڑے نہیں دیں گے تو انکا ایسا کرنا ائمہ ثلاثہ کے نزدیک

جائز ہے۔(اسکی مثال بعینہ یہ ہے) بائع مبیع کو ثمن پر قبضہ کرنے کے لیے اگر روک لے (کہ خریدار جب تک فروختہ چیز کی قیمت ادانہیں کریگا اتنے تک مبیع نہیں لے سکتا) تو اس میں جواز ہے۔
(فتح القدیر، ۹/۷۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ جلال الدین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

وَكُلُّ صَانِعٍ لِعَمَلِهِ اَثَرٌ فِي الْعَيْنِ كَالْقَصَّارِ وَالصَّبَّاغِ فَلَهُ اَنْ يَحْبِسَ الْعَيْنَ حَتَّى يَسْتَوْفِيَ .اَلْاَجْرَ لِاَنَّ الْمَعْقُوْدَعَلَيْهِ وَصْفٌ قَائِمٌ فِي الثَّوْبِ وَهُوَ ظَاهِرٌ وَ الْمَعْقُوْدُ عَلَيْهِ جَازَ حَبْسُهُ لِا سْتِيفَاءِ الْبَدَلِ كَمَا فِي الْبَيْعِ فَالوَصْفُ الْقَائِمُ فِي الثَّوْبِ جَازَ حَبْسُهُ لِا سْتِيفَاءِ الْبَدَلِ،وَالْوَصْفُ لَا يَنْفَكُّ عَنِ الْعَيْنِ فَجَازَ حَبْسُهَا لِذٰلِكَ.

ہر ایسا دستکار جس کے صنائی عمل کا اثر عین شی میں ہو مثلاً دھوبی اور رنگریز تو وہ اجرت وصول کرنے کے لیے عین (کپڑا) اپنے ہاں روک سکتا ہے، یہاں تک کہ مزدوری وصول کر لے۔ کیونکہ معقود علیہ ایسی وصف ہے جو کپڑے میں قائم ہے اور ظاہر ہے تو لہذا استیفاء بدل کے لئے معقود علیہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا جائز ہے جیسا کہ مبیع میں۔ اور وصف کپڑے میں اس طرح قائم ہے کہ اس سے جدا نہیں ہوسکتی تو لہذا مکمل کپڑا ہی اپنے کنٹرول میں رکھنا جائز ہوگا۔(کفایہ مع فتح القدیر، ۹/۷۶، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

(رنگریز اور دھوبی کی نسبت درزی کا کام کپڑے میں بہت زیادہ ہوتا ہے، کیونکہ دھوبی فقط کپڑے کو دھوتا ہے، اور رنگریز، رنگ کرتا ہے مگر درزی مالک کے کہنے پر کپڑے کے مختلف سائز کے چھوٹے، بڑے ٹکڑے کرتا ہے اور پھر انہیں باہم ملاتا ہے، سیتا ہے اور سلائی مکمل کرنے کے بعد قمیص وشلوار کو الٹا کر کے لاک کرتا ہے، گاہک کے حکم سے قمیص وشلوار کے کئی مقامات پر ٹکے لگاتا ہے۔ بہر حال درزی ان دونوں کی نسبت کپڑے تیار کرنے میں وقت زیادہ صرف کرتا ہے تو دھوبی اور رنگریز مزدوری وصول کرنے کے لیے جب کپڑے اپنے قابو میں رکھ سکتے ہیں تو درزی کا بطریق اولیٰ استحقاق ہے۔)

جاری ہے.........